رجسٹرڈ نمبر ۲۲۹۶ رجسٹرڈ نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

انتظار ہے پرچہ ہمارا

پرچہ ہذا
سپرنٹنڈنٹ صاحب۔ عام۔ طاہر یہ شفاخانہ
قادیان

نور

قادیان

ایڈیٹر: پیر قاسم علی احمدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۱۸ | قادیان مورخہ ۷ راگست ۱۹۳۳ء مطابق ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ | نمبر ۱۷

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور معہ اہل بیت رسالت پالم پور رونق افروز ہیں۔

(۲) فضل شریف کے واسطے دارالامان میں نہایت باموقع باران رحمت برستی ہے۔ اور تمام پانی بارش کا زمین میں جذب ہو جاتا ہے۔ جس سے فصل خوب تیار ہو رہی ہے ؛

(۳) اکرمی خانصاحب فرزند علی ناظر امور عامہ شملہ سے راولپنڈی تشریف لے گئے ہیں۔ جہاں چند یوم قیام فرمائیں گے۔ ان کا پتہ معرفت امیر جماعت راولپنڈی مری روڈ ہے ؛

(۴) فاروق کی خریداری کے واسطے احباب کو کوشش کرنی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ بوجہ کمی خریداران فاروق بند کرنا کرنا پڑے۔ تو پھر مخالفین کو خوشی کا موقعہ ملے ؛

حبّ اٹھرا (گودبھری) (رجسٹرڈ)

مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ شاہی طبیب کا ستر سالہ مجرب نسخہ حبّ اٹھرا گورنمنٹ آف انڈیا سے نظام جان اینڈ سنز کے لئے رجسٹرڈ ہو چکا ہے جو دوسری جگہ سے نہیں مل سکتا۔ اگر آپ کو اولاد کی خواہش ہے۔ تو یہی حبّ اٹھرا رجسٹرڈ گھر میں استعمال کرائیں۔ اگر آپ نے بے اولادی کا اندھیرا دور کرنا ہے تو حبّ اٹھرا رجسٹرڈ ضرور استعمال کرا دیں۔ حبّ اٹھرا امراض اٹھرا کا تریاق ہے۔ اٹھرا کی شناخت حمل گر جاتے ہیں۔ مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر مر جاتے ہیں۔ اٹھارہ سال تک نہیں پہنچتے۔ حبّ اٹھرا رجسٹرڈ رحم کی تمام کمزوریاں دور کرتی۔ بچہ کو طاقتور بناتی حمل کو گرنے سے روکتی اور پیدائش میں بھی آسانی ہوتی ہے بچہ اور والدہ کے لئے تریاق ہے۔ قیمت فی تولہ عہ۔ مکمل خوراک ۱۱ تولہ۔ بیکدم منگوانے پر صرف ۱۱ روپیہ علاوہ محصول نصف منگوانے پر صرف محصول معاف ؛

المشتہر:۔ نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

دو لاجواب کتابیں

(۱) **بطالوی کا انجام:**۔ اس کتاب میں مولوی محمد حسین بٹالوی متوفی کے حالات اوّل سے آخر تک لکھکر اس کی زبان سے حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کی تصدیق دکھائی گئی ہے۔ جو حضور نے محمد حسین مذکور کے متعلق کی تھی اس کا مختصر سا بیان میں نے جلسہ سالانہ پر اپنے لیکچر میں سنایا تھا۔ یہ کتاب غیر احمدیوں میں کثرت سے تقسیم کرنی چاہیئے۔ مفت تقسیم کرنے والوں کو ایک روپیہ کے پانچ نسخے ملیں گے۔ اور ایک نسخہ کی قیمت ۴ر محصول ڈاک بذمہ خریدار ؛

(۲) **تجلیات رحمانیہ:**۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے رسالہ وغیرہ کا مکمل مفصل مدلل جواب جو قابل دید ہے۔ جس کا جواب ثناء اللہ سے نہ ہوا نہ ہو سکیگا۔ جسکو فخر سلسلہ مولوی اللہ دتا جالندھری مبلغ دمشق نے نہایت محنت سے تصنیف فرما کر ہوائی ڈاک میں دمشق سے بھیجا۔ ہر ایک احمدی مبلغ کو اس کا پڑھنا اور پاس رکھنا ضروری ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک ۶ر

پتہ:۔ مینجر فاروق قادیان پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

اسلام کے باب میں "جدید ترین نشوونما" کے ذیلی عنوان کے تحت انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کی جدید ترین اشاعت میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا جن الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا ترجمہ نذرِ خدمت احباب گرامی مرتبت ہے۔ یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ اس سلسلہ تالیف کے ذریعہ جس کا آغاز آج سے قریباً ڈیڑھ سو برس قبل ۱۷۶۸ء سے ہوا۔ اور جو مغرب میں علوم کی ترقی کا معیاری نقطہ ہے۔ دنیا کو ہمارے سلسلہ سے روشناس کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہر چند کہ اس سے پہلے انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجنز میں "قادیانی" کے عنوان کے تحت ہمارا ذکر موجود ہے۔ لیکن اس سے قبل برٹینیکا کی تیرہ اشاعتوں میں سے کسی ایک میں بھی سلسلہ کا تذکرہ نہیں ملتا۔

اصل سطور کو پڑھنے سے قبل یہ معلوم کرنا فائدہ سے خالی اور دلچسپی سے بعید نہیں ہوگا۔ کہ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کی بارھویں جلد کے صفحہ ۱۰۱ پر احمدیت کے متعلق یہ مضمون :-

Sir Thomas walker Arnold. سر آرنلڈ کی قلم سے نکلا ہے۔ جو کسی زمانہ میں گورنمنٹ کالج لاہور کے پروفیسر بھی رہ چکے ہیں۔ اور غالباً سر موصوف کا آخری مضمون ہے۔ جو انہوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں تحریر کیا۔ کیونکہ اس کی اشاعت کے جلد ہی بعد آپ کا انتقال ہو گیا تھا۔ آپ لکھتے ہیں :-

"دورِ جدید میں سب سے اہم فرقہ وارانہ نشوونما ارتقاء وہابیوں، بابیوں اور احمدیوں، کا ہے۔ موخر الذکر تحریک کے بانی مرزا غلام احمد ہیں۔ جنہوں نے ۱۸۷۹ء میں قادیان کی بستی سے جو صوبہ پنجاب ہندوستان میں واقع ہے۔ دعوت وارشاد کا سلسلہ شروع کیا۔

آپ کا دعویٰ نہ صرف مہدی موعود کا تھا۔ بلکہ آپ مسیح موعود ہونے کے بھی مدعی تھے۔ حالانکہ یہ دو شخصیتیں اسلام کے رواجی علم کلام میں بالعموم جداگانہ اور مختلف قرار دی گئی ہیں، ایک اور اصلاح جو آپ نے اسلامیوں کے عقائد میں کی وہ یسوع مسیح کی وفات سے متعلق ہے۔ مسلمانوں کا عام اعتقاد یہ ہے۔ کہ مسیح زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ اور ان کی جگہ ان کا ایک شبیہ صلیب پر لٹکایا گیا۔ اس کے برعکس آپ نے یہ تبلایا۔ کہ فی الحقیقت مسیح ہی صلیب پر چڑھائے گئے۔ لیکن ابھی زندہ ہی تھے۔ کہ ان کے پیروان نے انہیں صلیب سے اتار لیا، رفتہ رفتہ، ان کے زخم مندمل ہو گئے۔ پھر انہوں نے کشمیر کا رخ کیا۔ جہاں انجام کار وہ فوت ہو گئے۔ اور ان کا مزار ابھی تک شہر سری نگر میں موجود ہے۔ اس طریق سے آپ نے آسمان سے یسوع مسیح کی آمد ثانی کی امید کو منقطع کرتے ہوئے یہ تبلایا۔ کہ آپ خود ہی وہ مسیح ہیں۔ یعنی یہ نہیں۔ کہ مسیح آپ میں حلول کر آیا تھا۔ کیونکہ آپ مسئلہ تناسخ کے قائل نہیں تھے۔ بلکہ آپ یسوع مسیح کے تمثیل بن کر آئے۔ اور آپ موجودہ نسل کے لئے بالکل اسی طرح یسوع مسیح تھے۔ جس طرح ایلیا کی جگہ یوحنا تھا۔ کیونکہ وہ یوحنا کی خو بو اور قوی لے کر ظاہر ہوا تھا۔

اس امر کے ثبوت میں کہ آپ یسوع مسیح کی خو بو اور قوی لے کر مبعوث ہوئے۔ آپ نے اپنے خلقی کی حلیمی، دینی تعلیمات کی امن پسندانہ روش اور حاضر الوقت ضروریات سے مناسبت اور اپنے معجزات کے ذریعہ یسوع مسیح سے اپنی شخصیت اور کیریکٹر کی مماثلت کو ثابت کیا۔ مسئلہ جہاد کی جسے عام طور پر کفار سے جنگ کے معانی میں استعمال کیا جاتا تھا۔ اپنے امن پسندانہ دعویٰ کی مطابقت میں آپ نے یہ تشریح کی۔ کہ سب سے بڑھکر اس سے مراد زہد و اتقا کی جد و جہد ہے۔

مرزا غلام احمد کا انتقال ۱۹۰۸ء میں ہوا۔ اور آپ کی وفات سے چند ہی برس بعد آپ کے متبعین دو گروہوں میں منقسم ہو گئے، جن میں سے ایک کا صدر مقام قادیان ہے۔ اور دوسرے کا لاہور۔ اس سلسلہ کے ہر دو فریق ایسے مخلص اور ایثار پیشہ افراد کی خدمات حاصل کرنے میں کامیاب ہیں۔ جو غیر مختتم طور پر بحیثیت مبلغ مناظر اور ناشر کے پوری مستعدی سے سرگرم عمل ہیں۔ وہ دعوت و تبلیغ کی ایک ایسی وسیع جد و جہد پر ضبط قائم کئے ہوئے ہیں۔ جو نہ صرف ہندوستان۔ مغربی افریقہ۔ ماریشس اور جاوا (جہاں ان کی مساعی زیادہ تر اپنے ہم مذہبوں کو سلسلہ احمدیہ میں داخل کرنے میں صرف ہو رہی ہیں۔) بلکہ برلن، شکاگو اور لنڈن تک پھیلی ہوئی ہیں۔ یہاں ان کے مبلغین نے خاص مساعی یورپین لوگوں کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے میں صرف کی ہیں۔ اور اس معاملہ میں وہ بہت حد تک کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے لٹریچر میں اسلام کو اسی طریق سے پیش کیا ہے۔ جو ان کے نزدیک ایسے لوگوں کو بھی اپنی طرف جذب کر سکیگا۔ جنہوں نے جدید انداز پر تعلیم حاصل کی ہے۔ اور اس طرح نہ صرف یہ کہ غیر مسلموں کو ان کی طرف کشش ہو گی۔ اور اسلام کے عیاسی مخالفین کے حملوں کا رد ہو سکے گا۔ بلکہ ان مسلمانوں کو بھی واپس اسلام میں لایا جا سکیگا۔ جو دہریت یا طبعیت کے اثرات سے متاثر ہو چکے ہیں۔" (ریویو آف ریلیجنز)

رفع ثنائی

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اس اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کا چربہ جس میں اس نے حضرت مسیح موعود کے ساتھ آخری فیصلہ کرنے سے فرار اور انکار کیا۔ اس اخبار اہلحدیث کو وہ دس روپیہ پر بھی نہیں دیتا۔ اور ہر ایک سے چھپاتا ہے۔ اس کے ساتھ ثناء اللہ کا ایسا مرقع کھینچا گیا ہے۔ جو قابل دید ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف ۴ر +

پتہ :- مینجر فاروق قادیان پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۷ راگست ۱۹۳۳ء

کلام الامام امام الکلام

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

تبدیل مذہب کیلئے کتنا علم چاہیئے

یہ سنو اور خوب کان کھول کر سنو۔ کہ تبدیل مذہب کے لئے تمام جزئیات کی تفتیش کچھ ضروری نہیں۔ بلکہ سچائی کی تلاش کرنے والے کے لئے مذاہب موجودہ کا باہم مقابلہ کرنے کے وقت اور پھر اُن میں سے سچا مذہب شناخت کرنے کے لئے صرف تین باتوں کا دیکھنا ضروری ہے۔

(۱) اوّل یہ کہ اس مذہب میں خدا کی نسبت کیا تعلیم ہے۔ یعنی اس کی توحید اور قدرت اور علم اور کمال اور عظمت اور سزا اور رحمت اور دیگر لوازم اور خواص الوہیت کی نسبت کیا بیان ہے۔ کیونکہ اگر کوئی مذہب خدا کو واحد لاشریک قرار نہیں دیتا اور آسمان کے اجرام یا زمین کے عناصر یا کسی انسان یا اور چیزوں کو خدا جانتا ہے۔ یا خدا کے برابر ٹھہراتا ہے۔ اور ایسی پرستشوں سے منع نہیں کرتا۔ یا خدا کی قدرت کو ناقص خیال کرتا ہے۔ اور جہاں تک امکان قدرت ہے۔ وہاں تک قدرت کے سلسلہ کو نہیں پہنچاتا۔ اس کے علم کو ناتمام جانتا ہے۔ یا اس کی قدیم عظمت کے برخلاف کوئی تعلیم دیتا ہے۔ یا سزا اور رحمت کے قانون میں افراط یا تفریط کی راہ لیتا ہے۔ یا اس کی رحمت عامہ جیسا کہ جسمانی طور پر محیط عالم ہے۔ اس کے برخلاف کسی خاص قوم سے خدا کا خاص تعلق اور روحانی نعمت کے وسایل کو مخصوص رکھتا ہے۔ یا الوہیت کے خواص میں سے کسی خاصہ کے برخلاف بیان کرتا ہے۔ تو وہ مذہب خدا کی طرف سے نہیں ہے۔

(۲) طالب حق کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اس مذہب میں جس کو پسند کرے۔ اس کے نفس کے بارے میں اور ایسا ہی عام طور پر انسانی چال چلن کے بارے میں کیا تعلیم ہے۔ کیا کوئی ایسی تعلیم تو نہیں۔ کہ جو انسانی حقوق کے باہمی رشتہ کو توڑتی ہو۔ یا انسان کو دیوثی کی طرف کھینچتی ہو۔ یا دیوثی امور کو مستلزم اور فطرتی حیا اور شرم کی مخالف ہو۔ اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو۔ کہ جو خدا کے عام قانون قدرت کے ..... مخالف پڑی ہو۔ اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو۔ جس کی پابندی غیر ممکن یا نتیجہ خطرات ہو۔ اور نہ کوئی ضروری تعلیم جو مفاسد کے روکنے کے لئے اہم ہے۔ ترک کی گئی ہو۔ اور نیز یہ بھی دیکھنا چاہیئے۔ کیا وہ تعلیم ایسے احکام سکھلاتی ہے یا نہیں کہ جو خدا کو عظیم الشان محسن قرار دیکر بندہ کا رشتہ محبت اُس سے محکم کرتے ہیں۔ اور تاریکی سے نور کی طرف لے جاتے ہوں۔ اور غفلت سے حضور اور یادداشت کی طرف کھینچتے ہیں۔

(۳) تیسرے طالب حق کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ اس مذہب کو پسند کرے۔ جس کا خدا ایک فرضی خدا نہ ہو جو محض قصوں اور کہانیوں کے سہارے سے مانا گیا ہو۔ اور ایسا نہ ہو۔ کہ صرف ایک مردہ سے مشابہت رکھتا ہو۔ کیونکہ اگر ایک مذہب کا خدا صرف ایک مُردہ سے مشابہ ہے۔ یا ظاہر کیا ہے۔ تو ایسے خدا کا ماننا گویا اس پر احسان کرنا ہے۔ اور جس خدا کی طاقتیں کچھ محسوس نہ ہوں۔ اور اپنے زندہ ہونے کے نشانات وہ اب ظاہر نہ کرے۔ اس پر ایمان لانا بے فائدہ ہے۔ اور ایسا خدا انسان کو پاک زندگی بخش نہیں سکتا۔ اور نہ شبہات کی تاریکی سے باہر نکال سکتا ہے۔ اور ایک مُردہ پرمیشر سے ایک زندہ بیل بہتر ہے۔ جس سے کاشتکاری کر سکتے ہیں۔ پس اگر ایک شخص بے ایمانی اور دنیا پرستی پر جھکا ہوا نہ ہو۔ تو وہ زندہ خدا کو ڈھونڈے گا۔ تا اس کا نفس پاک اور روشن ہو جائے۔ اور کسی ایسے مذہب پر راضی نہیں ہوگا۔ جس میں زندہ خدا اپنا جلوہ قدرت نہیں دکھلاتا۔ اور اپنے جلال کی بھری ہوئی آواز سے تسلی نہیں بخشتا۔

یہ تین ضروری امر ہیں۔ جو تبدیل مذہب کرنے والے کے لئے قابل غور ہیں۔ پس اگر کوئی شخص کسی مذہب کو ان تین معیاروں کے رُو سے دوسرے مذاہب پر فائق اور غالب پاوے۔ تو اس کا فرض ہوگا۔ کہ ایسے مذہب کو اختیار کرے۔ اور اس قدر تحقیق کے لئے کسی بڑے پنڈت بننے کی حاجت ہے۔ اور نہ کسی بڑے پادری بننے کی ضرورت ہے۔ اور خدا نے جیسا کہ جسمانی زندگی کے لئے جن جن چیزوں کی حاجت ہے۔ جیسے پانی۔ ہوا آگ اور خوردنی چیزیں وہ ان کے لئے جو عمداً خودکشی نہ کرنا چاہیں۔ بکثرت پیدا کر رکھی ہیں۔ اسی طرح اس نے روحانی زندگی کے لئے اپنی ہدایت کے طریقوں کو انسانوں کے لئے بہت سہل و آسان کر دیا ہے۔ تا انسان اس مختصر عمر میں فوق الطاقت مشکلات میں نہ پڑیں۔ اور امور ثلاثہ جو ہم نے اوپر ذکر کئے ہیں۔ اُن کے لئے ایک عمر خرچ کرنی اور عالم فاضل بننے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ہر ایک حامی مذہب جو اپنے اصول شائع کرتا ہے انہیں اصولوں سے پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ وہ اس معیار کے موافق ہیں یا نہیں اور اگر وہ اپنے اصولوں کے بیان کرنے میں کچھ جھوٹ بولے یا کسی بات کو چھپاوے۔ تو وہ خیانت پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ کئی زمانہ ہے اور صدہا پہلو ایسے ہیں جن سے حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہودی مشن

رسالہ کذبات مرزا کا جواب

(السلسلہ گذشتہ)

(از ماسٹر محمد علی اظہر)

اب میں ان علامات کا ذکر کرتا ہوں۔ جن کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نبی اللہ ہونا اہل زمانہ پر ظاہر کیا گیا ہے ؎

(اوّل) آنے والے نبی کے متعلق پہلے نبیوں کی کتب میں پیشگوئی ہوتی ہے۔ واخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتابٍ وحکمۃٍ ثم جاءکم رسولٌ مصدقٌ لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ ۱۲ پ۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا۔ کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں۔ پھر تمہارے پاس ایک رسول آوے۔ جو ان باتوں کی تصدیق کرنے والا ہو۔ جو تمہارے ساتھ ہیں۔ تم اس پر ضرور ایمان لائیو۔ اور ضرور اس کی مدد کیجیو۔ پھر فرمایا۔ یجدونہ مکتوبًا عندھم فی التورٰۃ والانجیل ۹ پ۔ جس کو وہ اپنے پاس لکھا ہوا تورات اور انجیل میں پاتے ہیں۔ اس اصل کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کتب سابقہ۔ قرآن شریف اور احادیث میں پیشگوئیاں ہیں۔ بطور نمونہ چند لکھی جاتی ہیں ؎

---

(۱) دیکھو جھوٹ ۸ کا جواب

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دوسرے بعث کا وقت بھی بتایا ہے۔ فرمایا لیستخلفنھم یعنی ہم ان کو خلیفہ بنائیں گے۔ اسی کے اعداد بحساب جمل ۱۳۰۵ بنتے ہیں۔ اور ۱۳۰۵ھ میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان بیعت جاری کیا۔ اور اپنے آپ کو خلیفۃ اللہ کی حیثیت میں لوگوں کے سامنے پیش کیا۔

(۳) الانبیاء اخوۃ علّات امھاتھم شتّی ودینھم واحد وانی اولی الناس بعیسیٰ ابن مریم لانہ لم یکن بینی وبینہ نبیٌ وانہ نازلٌ فاذا رایتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض علیہ ثوبان ممصران راسہ یقطر وان لم یصبہ بلل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویدعو الناس الی الاسلام فتھلک فی زمنہ الملل کلھا الا الاسلام وتقع الاسود مع الابل والنمار مع البقر والذئاب مع الغنم وتلعب الصبیان بالحیات فلا تضرھم فیمکث اربعین سنۃ ثم یتوفّٰی ویصلی علیہ المسلمون۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲ ح ۲۱۲۸۔ صفحہ ۲۰۳ ح ۲۱۴۱ و ۲۱۴۲۔ یعنی انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے۔ اور میں عیسیٰ بن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں۔ کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور وہ نازل ہونے والا ہے۔ پس جب اسے دیکھو۔ تو اسے پہچان لو۔ کہ وہ درمیانہ قامت سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ۔ دو زرد رنگ کی چادریں پہنے ہوئے۔ اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا۔ گو سر پر پانی نہ ہی ڈالا ہو۔ اور وہ صلیب کو توڑیگا۔ اور خنزیر کو قتل کریگا۔ اور جزیہ ترک کر دے گا۔ اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے گا۔ اس کے زمانہ میں سب مذہب ہلاک ہو جائیں گے۔ سوائے اسلام کے اور شیر اونٹوں کے ساتھ چلتے اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے۔ اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے۔ اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے۔ عیسیٰ ابن مریم چالیس سال تک وہیں گے۔ اور پھر فوت ہو جائیں گے۔ اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے ؎

اس حدیث میں صاف طور پر آنے والے عیسیٰ کو نبی کہا گیا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ نبی کہا ہے۔ بلکہ سب نبیوں کی جماعت میں اسے شریک کیا ہے ؎

اس بات کا ثبوت کہ یہ حدیث مسیح ناصری کے متعلق نہیں۔ مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:۔

(ا) حضرت مسیح ناصری سے اولی الناس حضرت یحییٰ تھے نہ کہ آنحضرت صلعم کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسیح سے چھ سو سال بعد ہوئے ہیں۔ اور حضرت یحییٰ خود حضرت مسیح کے زمانہ کے نبی بلکہ استاد پھر خالہ زاد بھائی اور پھر ان کے لئے ایک نشان یعنی ایلیا نبی کی دوبارہ آمد کے مظہر ہیں لم یکن بینی وبینہ کی دلیل سے تو حضرت مسیح ناصری سے حضرت یحییٰ کا تعلق زیادہ ثابت ہوتا ہے۔

(ب) خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات میں حضرت یحییٰ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پاس بیٹھا دیکھ بھی چکے ہیں۔

(ج) اس مسیح کا حلیہ مسیح ناصری سے نہیں ملتا کیونکہ مسیح ناصری کا حلیہ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۸۱ و جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ میں فاما عیسیٰ فاحمر جعد عریض النصدر بیان ہوا ہے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام سرخ رنگ گھنگرالے بال چوڑے سینے والے تھے۔

اور اس بات کا ثبوت کہ یہ حدیث مسیح محمدی کے متعلق ہے۔ مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:۔

(۱) حلیہ کا ملنا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام درمیانہ قد کے تھے۔ سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ تھا۔ دو زرد چادریں دو بیماریاں آپ کے شامل حال تھیں۔ سر کے بال بالکل سیدھے اور چمکیلے ایسے کہ یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ ابھی نہا کر نکلے ہیں۔

(ب) اس حدیث میں جو مسیح کے کام بتائے گئے ہیں۔ وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاموں سے ملتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے دلائل قاہرہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کیا۔ نیوگ جیسے حیاسوز عقیدہ (جو ہو بہو خنزیر کی صفت رکھتا ہے) کے ماننے والا پنڈت لیکھرام آپ کی پیشگوئی کے مطابق قتل ہوا۔ اور جزیہ جو گورنمنٹ کی طرف سے آپ پر لگایا گیا۔ اس سے آپ نے اپنے آپ کو بری کروا لیا۔ اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دی۔ اور سب مذاہب کو اسلام کے مقابلہ میں عاجز کر دیا۔ (جلسہ مذاہب لاہور ۱۸۹۶ء کی طرف اشارہ ہے)

(ج) باقی زمانہ کی علامات جو بیان کی گئی ہیں۔ وہ بھی زمانہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صادق آتی ہیں۔

(د) آنے والے مسیح سے بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باقی نبیوں سے زیادہ تعلق ہے۔ کیونکہ وہ آپ کی امت میں سے ہے۔ آپ کا شاگرد ہے ؎

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم درد بستان محمد

آپ کے کام کے لئے آیا ہے۔ اور آپ کے اور مسیح موعودؑ کے درمیان کوئی اور نبی بھی نہیں۔ لہذا اس معیار کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے سچے نبی ہیں۔

(دوم) دوسری علامت نبی کی یہ ہے۔ کہ اس کیطرف خدا تعالیٰ سے وحی نازل ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ ۱۶/۱۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی ۱۸۷۲ء کے قریب سے آخر وقت تک متواتر وحی نازل ہوتی رہی ہے جو براہین احمدیہ سے لیکر حقیقۃ الوحی تک سب کتابوں میں درج ہوتی رہی ہے۔

(سوم) نبی کی دعویٰ سے پہلی زندگی بالکل پاک اور بے عیب ہوتی ہے۔ جسے وہ اپنے دعویٰ کی تصدیق کے لئے لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ فرمایا۔ فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون ۱۰/۱۷۔ میں تم میں اس سے پہلے ایک عمر ٹھیر چکا ہوں۔ پس کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے یعنی جب پہلی زندگی میں تمہارے درمیان میں صادق اور امین مشہور ہو چکا ہوں۔ تو اب بڑھاپے میں آکر ہی مجھے افترا کی سوجھی۔ کیا تم عقل سے اس بات کو سمجھ نہیں سکتے۔

یہی الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ہو چکا ہے۔ اور براہین احمدیہ کے صـ۵۱۲ پر درج ہے۔ اور حقیقۃ الوحی صـ۸۳ پر اسی طرح رسالہ ریویو آف ریلیجنز ۱۹۰۳ء کے صـ۴۵۴ میں تحریر فرمایا ہے "تم کوئی عیب افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔ تا تم یہ خیال کرو۔ کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں ہے۔ جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا۔ اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے"۔

آج تک کوئی اس دلیل کو توڑنے والا پیدا نہیں ہوا۔ آپ کی زندگی کو دیکھنے والوں میں سے کوئی تردید کے لئے نہ اٹھا۔ اب تو کسی نے کیا اٹھنا ہے۔ ہاں آپ کے بعد میں اشد ترین دشمن ہونے والوں نے بھی آپ کی دعویٰ سے پہلی زندگی کے متعلق جو رائیں پیش کی ہیں۔ وہ بھی آپ کی صداقت کی گواہ ہیں۔

(۱) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی شہادت۔ رسالہ اشاعت السنۃ جلد ۷ صـ۲۸۲۔ "مؤلف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہموطن بلکہ اوائل عمر کے ہمارے ہم مکتب ہیں۔ اس زمانہ سے آج تک خط و کتابت اور ملاقات و مراسلت برابر جاری ہے صـ۲۸۳۔ مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربہ اور مشاہدہ کی رو سے واللہ حسیبہ شریعت محمدیہ پر قائم اور پرہیزگار و صداقت شعار ہیں"۔ صـ۱۶۹

یہ کتاب براہین احمدیہ ایسی کتاب ہے۔ جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔ اور اس کا مؤلف اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے۔ جس کی نظیر پہلی کتابوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے"۔ صـ۳۴۸

---

(۲) مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی شہادت رسالہ تاریخ مرزا صـ۵۳۔

"براہین احمدیہ تک میں مرزا صاحب سے حسن ظن کرتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ جب میری عمر کوئی ۱۷-۱۸ سال تھی میں بشوق زیارت بٹالہ سے پاپیادہ تنہا قادیان گیا"۔

(۳) منشی سراج الدین صاحب ایڈیٹر اخبار زمیندار "مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۰ء کے وقت ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۲ یا ۲۴ سال کی ہوگی۔ اور ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ کاروبار ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت دینیات میں صرف ہوتا تھا۔ عوام سے کم ملتے تھے۔ ۱۸۷۷ء میں ہمیں ایک شب قادیان میں آپ کے یہاں مہمانی کی عزت حاصل ہوئی۔ ان دنوں بھی آپ عبادات اور وظائف میں اس قدر مستغرق تھے۔ کہ مہمانوں سے بھی بہت کم گفتگو کرتے تھے"۔

(چہارم) دعویٰ کے بعد مخالفت بڑی شدت سے ہوتی ہے۔ فرمایا۔ کذبت قبلھم قوم نوح والاحزاب من بعدھم وکل امۃ برسولھم لیاخذوہ وجادلوا بالباطل لیدحضوا بہ الحق فاخذتھم فکیف کان عقاب ۴۰/۶۔ ان سے پہلے نوح کی قوم نے تکذیب کی۔ اور ان کے بعد اور گروہوں نے اور ہر ایک امت اپنے رسول کے ساتھ یہی ارادہ کرتی رہی۔ کہ اس کو پکڑ لیں۔ اور باطل باتوں کی بنا پر جھگڑتے رہے تاکہ اس سے حق کو رد کر دیں۔ پس میں نے ان کو پکڑ لیا۔ پس میرا عذاب کیسا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہی نظارہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکرین میں نظر آتا ہے۔ کہ انہوں نے بھی کفر کے فتوے لگائے۔ قتل کے فتوے دیئے فوجداری مقدمات میں پھنسا کر مروانے کی کوشش کی۔ اور اپنی اباطیل کی بناء پر طوفان بدتمیزی بپا کئے۔ مگر سب ناکام اور نامرادی کی قبر میں جا سوئے۔ اور جناب اور جناب کے ساتھی بھی بڑی حسرت کے ساتھ اسی دوزخ میں اوندھے منہ گرنے والے ہیں۔ اگر خدا ہدایت نصیب نہ کرے۔

(پنجم) اس مقابلہ میں غلبہ خدا تعالیٰ اپنے رسولوں کو دیتا رہا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز ۲۸/۳۳۔ اللہ تعالیٰ نے لکھدیا ہے۔ یعنی مقرر کر رکھا ہے۔ کہ میں اور میرے رسول غالب رہا کرینگے۔ کیونکہ اللہ قوی زبردست ہے۔ پھر فرمایا۔ ان لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا ۴۰/۵۱۔ ہم اپنے رسولوں اور مومنوں کو دنیاوی زندگی میں ضرور نصرت دیا کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اربعین ۳ صفحہ ۹ میں تحریر فرمایا ہے "خدا نے مجھے اطلاع دی۔ کہ بعض ان میں سے تیرے پر بددعائیں بھی کرتے رہیں گے۔ مگر اُن کی بددعائیں میں انہی پر ڈالوں گا۔ اور درحقیقت لوگوں نے اس خیال سے کہ کسی طرح نو نقول کے نیچے مجھے لے آئیں۔ سفوبہ بازی میں کچھ کمی نہیں کی۔ بعض مولویوں نے قتل کے فتوے دیئے۔ بعض مولویوں نے جھوٹے قتل کے مقدمات بنانے کے لئے میرے پر گواہیاں دیں۔ بعض مولوی میری موت کی جھوٹی پیشگوئیاں کرتے رہے۔ بعض مسجدوں میں میرے مرنے کے لئے ناک رگڑتے رہے۔ بعض نے جیسا کہ مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسمٰعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا۔ کہ وہ کاذب ہے۔ تو ہم سے پہلے مریگا۔ اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا۔ کیونکہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے۔ تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر ان کی موت نے فیصلہ کر دیا۔ کہ کاذب کون تھا۔ مگر پھر بھی یہ لوگ عبرت نہیں پکڑتے پس کیا یہ ایک عظیم الشان معجزہ نہیں ہے۔ کہ محی الدین لکھوکے والے نے میری نسبت موت کا الہام شائع کیا۔ وہ مر گیا۔ مولوی غلام دستگیر نے ایک کتاب تالیف کر کے اپنے مرنے سے میرا پہلے مرنا بڑے زور شور سے شائع کیا۔ وہ مر گیا۔ پادری حمید اللہ پشاوری نے میری موت کی نسبت دس مہینے کی میعاد رکھکر پیشگوئی شائع کی۔ وہ مر گیا لیکھرام نے میری موت کی نسبت تین سال کی میعاد کی پیشگوئی کی وہ مر گیا۔ یہ اس لئے ہوا۔ تاکہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اپنے نشانوں کو مکمل کرے"

"میری نسبت جو کچھ ہمدردی قوم نے کی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اور غیر قوموں کا بغض ایک طبعی امر ہے۔ ان لوگوں نے کونسا پہلو میرے تباہ کرنے کا اختیار کیا۔ کونسا ایذا کا منصوبہ ہے۔ جو انتہا تک نہیں پہنچایا۔ کیا بددعاؤں میں کچھ کسر رہی۔ یا قتل کے فتوے نامکمل رہے۔ یا ایذا اور توہین کے منصوبے کما حقہٗ ظہور میں نہ آئے۔ پھر وہ کونسا ہاتھ ہے۔ جو مجھے بچاتا ہے۔ اگر میں کاذب ہوتا۔ تو چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ خدا خود میرے ہلاک کرنے کے لئے اسباب پیدا کرتا۔ نہ یہ کہ وقتاً فوقتاً لوگ اسباب پیدا کریں۔ اور خدا ان اسباب کو معدوم کرتا رہے"

حاشیہ: دیکھو مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے میرے نابود کرنے کے لئے کیا کچھ ہاتھ پیر مارے اور محض فضول گوئی سے خدا سے لڑا۔ اور دعویٰ کیا۔ کہ میں نے ہی اونچا کیا۔ اور میں ہی گراؤں گا۔ مگر وہ خود جانتا ہے۔ کہ اس فضول گوئی کا انجام کیا ہوا"

غرضیکہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہر میدان میں فتح دیتا چلا گیا۔ اور اب خدا کے فضل سے آپ کی جماعت دنیا کے ہر گوشہ میں پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ اور قومیں اور حکومتیں اس کے اثرات کو محسوس کر رہی ہیں۔ اور سائنس ماسٹر جیسے نامرادوں کی دلی جلن اور سوزشِ دروں کے اسباب مہیا ہوتے چلے جا رہے ہیں ؎

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجے است
کہ از مشقتِ آں جز بمرگ نتواں رست

(دباقیدارد)

پیغامی مشن

"قانون قدرت اور مسیح کی بن باپ ولادت"

مندرجہ ذیل مضمون ۱۹۳۱ء میں مکرمی مستری غلام نبی صاحب سیالکوٹی نے بجواب پیغام صلح لکھکر فاروق میں شائع کرنے کو بھیجا تھا۔ جو اس وقت شائع نہ ہو سکا۔ آج کل "پیغام" میں پھر مسیح کی ولادت پر شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی کی طرف سے لکھا جا رہا ہے۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا۔ کہ اب اس مضمون کو بھی فاروق میں نکال دیا جائے۔ امید ہے۔ کہ اس سے بہتوں کا بھلا ہوگا۔ (ایڈیٹر)

ہمارے لاہوری دوست جہاں نبوۃ اور کفر و اسلام وغیرہ مسائل میں ہمارے ساتھ اختلاف رکھتے ہیں۔ وہاں ولادت بلا باپ مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر بھی ہمارے خلاف تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ اپنے خیال میں کافی سے زیادہ سامان بہم پہنچا رہے ہیں۔ چنانچہ ایک مضمون اخبار پیغام صلح مجریہ ۳۰ نومبر ۳۰ء میں مکرمی شیخ غلام حسین صاحب سیکرٹری تبلیغ احمدیہ اشاعت اسلام سیالکوٹ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"خلق الانسان" کے عنوان سے شائع ہوا۔ جس کے اندر آپ پیدائش انسانی کے متعلق قانون قدرت کو پیش کرتے ہوئے مسیح علیہ السلام کی ولادت بلا پدر کے برخلاف قرآن کریم سے اٹھارہ آیات پیش کر کے قادیانی دوستوں سے جواب کے طالب ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کی خواہش کے مطابق میں اس مضمون کو اپنے علم اور فہم کے مطابق لکھنے کی کوشش کروں گا۔ اور آخیر پر اس مضمون کی تکمیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیصلہ سے جو اس عقیدہ کے متعلق آپ نے اپنی مختلف کتب میں کیا ہے درج کر کے اس مضمون کو ختم کروں گا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

اگرچہ ہمارے سلسلہ کے اکابر نے اور خاص کر بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مسئلہ پر وہ تسلم چلائی ہے۔ کہ جس کی تردید آج تک کسی سے نہ ہو سکی۔ اور نہ قیامت تک ہو سکے گی۔ مگر افسوس ان حقائق اور معارف اور براہین سے اہل پیغام نے باوجود ایک کافی عرصہ آپ کی صحبت میں رہنے اور آپ کی بیعت میں شامل ہونے کے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا۔ اور آپ کی یہ سیر کن بحث جو مسیح بن باپ کی ولادت پر مختلف کتب میں حضور علیہ السلام نے کی کچھ بھی ازدیاد ایمان کا باعث پیغامی دوستوں کے لئے نہ ہوئی۔ اور جن خیالات فاسدہ اور عقائد باطلہ سے ان کو آپ نے نکالا تھا پھر آہستہ آہستہ انہی کی طرف لوٹے جا رہے ہیں۔ اور اس زمانہ کی دہریت کی رو میں بہکر خدا تعالیٰ کی قدرت نادرہ جو مخفی اور نہاں در نہاں ہے۔ اس پر احاطہ کر کے اس کے قانون قدرت کی حدبست اپنے محدود علم سے کر رہے ہیں۔ اور یہ خیال صرف ہمارے لاہوری دوستوں کا ہی ایجاد شدہ نہیں۔ بلکہ اس عقیدہ کے موجد ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔ جن کی تردید تازگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص مرید علامہ حضرت مولوی محمد علی مفسر قرآن اور رشید ایڈیٹر اسلام کے ہاتھوں ہو کر غلامان امیر کے جزو ایمان کا باعث بن رہی ہے۔ اور طرفہ یہ ہے۔ کہ دعوت مباحثہ مسیح موعود کی جماعت کو جو تخت گاہ رسول سے وابستہ ہے دی جا رہی ہے۔

علاوہ اس کے ہمارے محترم شیخ صاحب فرماتے ہیں۔ "کہ جو گفت پبلک میں نبوت اور کفر اسلام کے مناظروں میں قادیانی دوستوں کی ہوتی ہے۔ اس جرأت کے اندمال کا نسخہ ہمارے قادیانی دوستوں نے یہ تجویز کر لیا ہے۔ کہ تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ انہوں (یعنی اہل پیغام) نے مسیح موعود کا دامن چھوڑ دیا ہے۔ اور بتاتے کچھ بھی نہیں۔ کہ ہم نے کیا چھوڑا۔ کیا ختم نبوت کو چھوڑ کر کسی نئے یا پرانے نبی کے قائل ہو گئے ہیں یا مسیح کی حیات جسمانی کا عقیدہ وفات کی بجائے قائم کر لیا ہے۔ یا صداقت مسیح موعود علیہ السلام اور مہدی معہود کا ہم نے انکار کر دیا ہے۔ یا آپ کی صدہا پیشگوئیوں پر ہم کو یقین نہیں رہا۔ یا تعلیم کی نسبت ہم کو شبہ ہے۔ ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے ان کا ادعا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے قائل نہ تھے۔ مگر یہ لوگ (پیغامی) بفحوائے قرآن کریم قائل ہیں۔ اس لئے ہماری جماعت غیرت ملی تقاضا کرتی ہے۔ کہ ان کو غیر احمدی تسلیم کیا جائے۔ یعنی لاہوریوں کو۔" پیغام ۳۰ر نومبر ص۵

دلیری ہو تو ایسی مکرمی شیخ صاحب بیشک پبلک میں جو گفت قادیانیوں کی ہوتی ہے اور ہوتی بھی ان کے ہاتھوں جو ایک کافی عرصہ تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی رسول باوجود ختم نبوت کے ہونے کے مانتے رہے ہوں۔ اور ایک نئے نبی کی جو عین چودھویں صدی کے سر پر امت محمدیہ میں آیا نبوت کے قائل کے ہاتھوں جو گفت ہو۔ وہ ہو بھی بری خدا ایسی بری گفت کسی کی نہ کرے۔ پھر پبلک میں سر محلس میرے محترم شیخ صاحب جب قادیانیوں کے ساتھ نبوت کے متعلق آپ کا مناظرہ ہو۔ اور کوئی سر پھرا قادیانی اخبار "پیغام صلح" لاہور مورخہ ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء کو نکال کر اکابران لاہور کی یہ حلفیہ شہادت پیش کر دے کہ:۔

"ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت میں اخبار پیغام صلح لاہور کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھیدوں کو جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔"

اور ساتھ ہی یہ دوسرا بیان سنا دے۔ کہ:۔

"ہم خدا کو شاہد کر کے اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول اور اس زمانہ کے ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے۔ اور آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے۔ اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں (مگر اب نہیں۔ فاروق) اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضل تعالیٰ چھوڑ نہیں سکتے۔"

(پیغام صلح لاہور ۷ر دسمبر ۱۹۱۳ء)

تو جو گفت قادیانی کی ہو گی۔ وہ آپ کا دل خوب محسوس کرتا ہے۔ اور مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ کہ پبلک کیا اندازہ لگائے گی۔ کہ ایک وقت تک تو جو لوگ مرزا صاحب کو نبی رسول نجات دہندہ علی الاعلان کہتے رہے۔ وہی لوگ آج مدعی نبوت کو کافر و کاذب کہتے ہیں۔ پس یا تو پہلے یہ منافقانہ حلفیہ شہادتیں دیتے تھے یا اب جھوٹ کہتے ہیں۔

بہر حال ہم نے یہ دیکھنا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو ہمارے پیغامی حضرات نے چھوڑا ہے یا نہیں۔ جس کے جواب میں بڑے وثوق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور یقین سے کہوں گا۔ کہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو آہستہ آہستہ چھوڑ رہے ہیں۔ اور ہمارا یہ کہنا بلا ثبوت نہیں۔ جو پیغامیوں کو یہ کہنے کا حق ہو۔ کہ تباتے کچھ بھی نہیں۔ کہ ہم نے کیا چھوڑا ؟

(اوّل) سنئے! سب سے اوّل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو بلند مقام خدا تعالیٰ نے اپنے الہام میں بیان فرمایا۔ اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔ اور خود حضرت صاحب نے جس کا اظہار فرمایا۔ اس سے ہمارے پیغامی حضرات بالکل انکار کر بیٹھتے ہیں۔ کیا ذیل کے حوالہ جات پر مکرمی شیخ صاحب غور فرمادیں گے۔ کیا آپ انکار کر سکتے ہیں۔ کہ الہام میں حضرت مسیح موعود کو خدا نے نبوّت اور رسالت کا مقام عطا نہیں کیا۔ صحیح مسلم کی حدیث میں آنے والے مسیح موعود کو رسول اللہ نے نبی کا مقام نہیں دیا۔ اور خود مدعی الہام حلفیہ شہادت نہیں دیتا اپنے مقام کی نسبت :-

(۱) "کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اسی نے میرا نام نبی رکھا۔ اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے"

(حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ ۶۸)

(۲) "میں مسیح موعود ہوں۔ اور وہی ہوں۔ جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے"

(نزول المسیح صفحہ ۴۸)

(۳) "صحیح بخاری صحیح مسلم میں اور انجیل اور دانیال اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں میری نسبت نبی بولا گیا ہے"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶)

(۴) "صحیح مسلم میں مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا ہے"

(غلطی کا ازالہ)

(۵) "ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ہم نبی اور رسول ہیں"

(اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

(۶) "نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ اس کے لئے کثرت امور غیبیہ شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

(۷) "انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اور اگر میں اس سے انکار کروں۔ تو میرا گناہ ہوگا۔ جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں"

(آخری خط بنام ایڈیٹر اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء وغیرہ وغیرہ)

کیا میرے محترم شیخ صاحب بتائیں گے۔ کہ اس مقام کو جس کو حضرت صاحب نے بیان کیا ہے۔ اور ایک کافی عرصہ تک لاہوری جماعت کے اکابر بھی مانتے رہے ہیں۔ اب بھی اس پر قائم ہیں۔ یا علی الاعلان اس کا انکار کر رہے ہیں۔

دوئم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے فوت ہونے سے پہلے ایک رسالہ الوصیت کے نام سے شائع کیا۔ اس میں آپ نے دوسری قدرت کی آمد کی خبر دی۔ اور کہ جب تک میں نہ جاؤں۔ وہ تمہارے پاس آ نہیں سکتی۔ اور قدرت ثانی کی تشریح اپنے اسی رسالہ میں کر کے بتادیا۔ کہ قدرت ثانی کیا ہے۔ وہ خلافت کا وجود ہے۔ جس طرح خدا نے آنحضرت کی بے وقت موت پر حضرت ابوبکر کو گرتی ہوئی جماعت کے سنبھالنے کے لئے خلافت کے مقام پر سرفراز کر دیا۔ ایسا ہی یہاں بھی ہوگا" (خلاصہ)

کیا اس آخری وصیت پر ہماری لاہوری دوست اب قائم ہیں یا خلافت ثانی کے انکار کی وجہ سے شتر بے مہار ہیں"

سوئم۔ علاوہ اس کے بہشتی مقبرہ کی بنیاد آپ نے خدا تعالیٰ کے حکم سے رکھی۔ اور جماعت کو حکم دیا۔ کہ تم اپنی جائداد کا دسواں حصہ کم سے کم اشاعت اسلام میں دو۔ اور آپ نے اس کے لئے انجمن کا اور اس کا مرکز قادیان مقرر فرمایا۔ اور مومن اور منافق کی تمیز کرنے کا معیار وصیت کو قرار دیا۔ کیا ہمارے محترم شیخ صاحب حلفیہ بتا سکتے ہیں۔ کہ کتنے لاہوری دوستوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کے مطابق وصیت کی۔ اور کتنے مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے اور کتنے ہیں۔ جو اس انتظام کے ماتحت جس کا مرکز بہرحال قادیان ہوگا وصیت کر چکے ہیں۔ اگر نہیں اور سچ مچ نہیں تو کیا۔ اس آخری وصیت پر جو مومن اور منافق کی تمیز کرنے کا بظاہر ایک نشان تھا انکار کر کے آپنے اپنے آپ کو منافق ثابت نہیں کر لیا۔ بحیثیت قوم اور جماعت؟

چہارم۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت بلا پدر کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مختلف کتب میں اظہار کرتے ہوئے بتایا۔ کہ "ہمارے اعتقاد میں سے یہ عقیدہ بھی ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام بغیر مس بشر کے محض خدا تعالیٰ کی قدرت نادرہ سے پیدا ہوئے"

پھر فرمایا۔ کہ :-

"ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کو یہ سب طاقتیں ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو یہ خیال کرتے ہیں (جیسے ہمارے لاہوری دوست۔ فاروق) کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بے باپ پیدا نہیں کر سکتا۔ ہم ایسے آدمی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں"

پھر فرمایا۔ کہ :-

"میں ہمیشہ سے اس بات پر ایمان رکھتا ہوں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا ایک نشان تھا۔ اس بات پر کہ آپ بنی اسرائیل کے خاندان میں نبوت کا خاتمہ ہوتا ہے"

(ملفوظات احمدیہ مرتبہ بالبو منظور الٰہی پیغامی مقیم پیغام بلڈنگس)

کیا اب میں شیخ صاحب سے پوچھ سکتا ہوں۔ کہ اس بیان کردہ حضرت مسیح موعود کے عقیدہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے لاہوری دوست سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ یا اس کے برخلاف بڑے طمطراق سے مضمون لکھے جاتے ہیں۔ اور تقریروں کے ذریعہ عوام میں مسیح موعود کے عقیدہ کے برخلاف بدظنیاں پھیلائی جارہی ہیں۔ اور دہریت کی رَو میں بہ کر کتابیں شائع کی جاتی ہیں۔ کیا اب بھی آپ یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دامن پکڑا ہوا ہے؟

نجم :۔ غیر احمدی امام کی اقتدا میں احمدی کو نماز پڑھنی حرام قرار دی۔ اور فرمایا :۔

"اس کلام الٰہی سے ظاہر ہے۔ کہ تکفیر کرنیوالے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے۔ اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں۔ کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ پس یاد رکھو۔ کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے۔ کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے۔ کہ تمہارا امام وہی ہو۔ جو تم میں سے ہو" ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۷)

اب مکرمی شیخ صاحب بتا سکتے ہیں۔ کہ اس صریح حکم کے مطابق ہمارے تمام لاہوری دوستوں کا عمل ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ سوائے محدود ہے۔ چند افراد کے بلکہ اس حکم کو توڑنے کے لئے اور مسیح موعود کا اجتہاد ثابت کرنے کے لئے کافر نہیں ہوتی ہیں۔ جس کو ہمارے شیخ صاحب خوب جانتے ہیں۔ تو بتاؤ کہ کیا میرا یہ دعویٰ کہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو آہستہ آہستہ پیغامی لوگ چھوڑ رہے ہیں۔ اوپر کی چند ایک مثالوں سے صحیح ثابت نہیں ہوتا۔ اب ان واضح مثالوں کے ہوتے ہوئے امید ہے۔ کہ شیخ صاحب پھر کبھی یہ ادعا نہ کرینگے۔ کہ بتاتے کچھ بھی نہیں۔ یونہی الزام دیئے جاتے ہیں۔ (باقی وارد)

احباب افریقہ و بیرون ہند احباب کی امداد سے کیوں فارغ ہیں؟ کیا ان کو فاروق یاد نہیں آتا؟ (ایڈیٹر)

بیکاری کا آخری علاج

محبان وطن کی کوشش سے روز بروز بڑھتی ہوئی بیکاری کو رفع کرنے کے لئے کوئی انڈسٹریز کالج جاری کر دیا گیا۔ جس میں فی الحال ۳۵ عدد (انگلینڈ، امریکہ۔ جرمنی، جاپان کی بغیر سرمایہ کے جاری ہونے والی ایسی دستکاریاں سکھانے کا انتظام ہو گیا ہے۔ کہ جن کے ذریعہ کم از کم ساٹھ روپیہ ماہوار سے تین سو روپیہ ماہوار تک آسانی سے کمایا جا سکتا ہے۔ جو لوگ یہاں نہیں آسکتے۔ خصوصاً لڑکیاں اور مستورات کو بذریعہ تحریر بھی نہایت آسان طریقہ پر کام سکھایا جاتا ہے۔ ہر ہندوستانی کا فرض ہے۔ کہ یورپ کی طرح خاندان کا ہر ممبر کمانے والا دستکار بن جائے۔ اور ہندوستانیوں کی طرح ایک کمائے اور دس کھائیں کی عادت کو ترک کر دیں۔

دولتمند ہونے کا سنہری موقعہ

فن اشتہار کے ذریعہ آپ اپنی گرتی ہوئی تجارت کو سنبھال سکتے ہیں۔ اور اپنے کاروبار کو کامیابی کے زینہ تک پہنچا کر لاکھوں روپیہ کما سکتے ہیں۔ ۴ صفحات کے حجم کی کتاب ہے۔ جسے منگوا کر آپ مطالعہ فرمائیں اور دستکاریاں سیکھنے کے قواعد و ضوابط دو دو پیسہ کے آٹھ ٹکٹ روانہ فرما کر فوراً طلب کریں۔

المشتہر پرنسپل انڈسٹریز کالج چاندنی چوک متصل بلیماران دہلی

قابل توجہ صدر انجمن احمدیہ قادیان

اخبار الفضل میں مکرم ڈاکٹر شاہ نواز صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں آپ نے قادیان میں اعلیٰ طبی انتظام کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ہم اس کی پرزور تائید کرتے ہیں۔ قادیان کی اہمیت اور اس میں بعض بیش قیمت وجودوں کی سکونت اس بات کی مقتضی ہے۔ کہ یہاں طبی انتظام بہت اعلیٰ پیمانہ پر ہو۔ لیکن اگر یہ نہیں۔ تو فی الحال اس کے لئے کم سے کم ایک نوجوان سب اسسٹنٹ سرجن کا نور ہسپتال میں تقرر تو اشد ضروری ہے۔ جو طبی انکشافات کے متعلق اپ ٹو ڈیٹ واقفیت رکھتا ہو۔ مستعد اور چست ہو۔ مشقت برداشت کر سکتا ہو۔ دن رات سردی گرمی غرضیکہ ہر وقت اور ہر موسم میں مریض کی امداد کو پہنچ سکتا ہو۔ ہسپتال میں ڈیوٹی دینے کے علاوہ بھی کام کرنے سے گھبرائے نہیں۔ اور جس وقت بھی مریض کو ضرورت ہو۔ اس کی مدد کے لئے پہنچ سکے۔ اور آج کل ایسا ڈاکٹر اتنی ہی تنخواہ میں مل سکتا ہے۔ جو قادیان میں ہسپتنر سب چار جوں کے لئے مقرر ہے۔ امید ہے۔ کہ افسران بالا قادیان کی پبلک کی اس اشد ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس طرف توجہ فرمائیں گے۔ اور لوگوں کی اس تکلیف کو رفع کرینگے۔

احمدی مشن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احسانات

(۱)

فطرت انسانی اس بات پر مجبور ہے۔ کہ وہ ہمیشہ خوبصورتی کو پسند کرتی ہے۔ کسی دباؤ کی وجہ سے نہیں۔ کسی لالچ اور فریب سے نہیں۔ بلکہ قدرت نے خود ہی فطرت انسانی کو خوبی پسند بنایا ہے یہی وجہ ہے۔ کہ انسان یا تو کسی کے حسن پر فریفتہ ہو کر اپنا سب کچھ نثار کر دیتا ہے۔ اور کسی نفع و نقصان کا خیال نہ کرتے ہوئے حسن کا گرویدہ ہونا ہی اپنی راحت اور خوشنودی کا باعث تصور کرتا ہے۔ اور یا پھر محسن کے احسان پر فریفتہ ہو کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنا سب کچھ نثار کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اس فطرتی جذبہ کی قدر کرتے ہوئے دین فطرت یا دین اسلام کی پاک تعلیم یعنے قرآن شریف اس کی سب سے پہلی سورۃ فاتحہ میں ہی دیکھو خدا تعالیٰ نے اپنی دو قسم کی صفات بیان کی ہیں۔ یعنی ایک قسم کی صفات وہ ہیں۔ جو اپنے اندر حسن ہاں کامل حسن کا رنگ رکھتی ہیں۔ اور دوسری قسم کی صفات وہ ہیں۔ جو احسان کا پہلو اپنے اندر رکھتی ہیں۔ الحمد للہ یعنے تمام قسم کے محامد اور ستائش اس ذات کے لئے ہی سزاوار ہیں۔ جو اپنے اندر کامل حسن رکھتی ہے۔ اور اللہ نور السموات والارض جس کی شان میں ہے ؎

پھر فرمایا۔ کہ وہ رب ہے۔ رحمٰن ہے۔ رحیم ہے مالک یوم الدین ہے۔ یہ وہ صفات ہیں۔ جو اپنے اندر احسان کا پہلو لئے ہوئے ہیں۔ تو اس فطرتی جذبہ کی قدر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں اپنی دونوں قسم کی صفات کا اظہار کیا۔ تاکہ دونوں قسم کی فطرتیں اس کلام سے فیض حاصل کر سکیں۔ اب دنیا بھی کچھ عجیب قسم کی اندھیر نگری ہے۔ کہ وہ پاک فطرت انسانی جو اس خلاق نے بنائی۔ اور اس کو اپنی دست قدرت سے درست کیا۔ بوجہ خدا سے اور قسم قسم کے بیرونی بداثرات کے حملوں سے بہ جانے والی فطرتیں اس خالق کا ہی انکار کر دیتی ہیں۔ اور بڑے شد و مد سے اس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ اس نظام عالم کا کوئی بھی پیدا کرنے والا نہیں۔ بلکہ یہ کائنات خود بخود حرکت کر رہی ہے تو اس دہریت کی رو میں بہنے والی فطرتوں کی اصلاح اور وہ تعلق جو خالق سے مخلوق کا منقطع ہو جایا کرتا ہے۔ اس کو جوڑنے اور تعلق کو قائم کرنے کے لئے مخلوق سے ہی خدا تعالیٰ ایک انسان کو ضرورت کے وقت منتخب کر لیتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ اپنی صفات کا اظہار از سر نو کر کے یہ دنیا پر ثابت کرتا ہے مامور من اللہ تخلقوا باخلاق اللہ کے رنگ سے رنگین ہے۔ اور جس کے نقش قدم پر چلنے سے تم میری خوشنودی کو حاصل کر سکتے ہو۔ اب وہ مامور من اللہ خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ بن کر خدا تعالیٰ کی دونوں قسم کی صفات کا مظہر کامل ہو کر اصلاح کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ تو وہ بھی گویا سورۃ فاتحہ کی عملی تفسیر ہے جیسے الحمد للہ یعنی یعنے تمام قسم کے نقائص اور عیوب سے منزہ وہ ذات والاصفات ہے۔ جسکو اللہ کہتے ہیں۔ ایسا ہی مامور من اللہ یا صفات الٰہی کے مظہر کامل کی دعویٰ سے پہلی زندگی بے عیب اور بے نقص اپنی خاص مشیت سے رکھتا ہے۔ تبھی تو خدا کی صفات کے کامل مظہر عرب کے اندر طلوع ہونے والے سورج نے للکار کر یہ منادی دنیا بھر میں کی۔ فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۔ کہ کیا کوئی ہے تم میں جو میری چالیس سالہ زندگی میں عیب اور نقص جھوٹ یا دغا فریب کا بتا سکے۔ اگر نہیں تم بتا سکتے۔ تو میری پہلی زندگی سے دعویٰ کی بعد کی زندگی کا اندازہ کیوں نہیں لے عقلمند دنگاتے۔

ماموارنہ زندگی

پھر دوسری زندگی مامورانہ رنگ کی جو رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین کی بیان کردہ صفات جو احسان کا اپنے اندر رنگ رکھتی ہیں۔ ان سے رنگین کی جاتی ہے۔ سب سے بڑھکر خدا تعالیٰ کی صفات کے مظہر کامل عرب کے در یتیم شہنشاہ عظیم حضرت آقا و مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جن سے بڑھکر نہ پہلوں نے خدا تعالیٰ کی صفات کا اظہار کیا۔ اور نہ تا قیامت کوئی کر سکتا ہے۔ آپ کے ہی بروز کامل اور مظہر اکمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اپنی مشیت سے اس زمانہ میں مامور و مرسل منتخب کر کے دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا۔ تو آپ بھی ان ہی دو قسم کی صفات سے رنگین کئے گئے۔ آپکی دعویٰ سے قبل زندگی بے عیب اور بے نقص جھوٹ فریب دغا اور قسم قسم کے عیوب سے خدا تعالیٰ نے خود منزہ رکھی۔ تبھی تو آپ نے اپنے مخالفوں کو بایں الفاظ للکارا۔

"کہ تم کوئی عیب افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔ تا تم یہ خیال کرو۔ کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے۔ یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون ہے تم میں جو میری سو برس کی زندگی میں نکتہ چینی کر سکتا ہے"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۷)

پھر دوسری زندگی آپ کی مامورانہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی محسنانہ صفات کے اظہار کے لئے وقف ہوئی۔ اس لئے خاکسار نے دوسری زندگی کے کارناموں اور احسانوں کے بیان کرنے کے لئے عنوان بالا تجویز کیا ہے۔ جس کے ماتحت میں آپ کے مختلف احسانات کو اختصار کے ساتھ ناظرین فاروق کے سامنے رکھتا ہوں۔ وباللہ التوفیق ؎

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احسانات کسی خاص ملک پر کسی خاص قوم پر کسی خاص فرد پر نہیں۔ بلکہ تمام دنیا آپ کے احسانوں کے نیچے اس بیسویں صدی کے دور میں دبی ہوئی ہے۔ آپ کے احسانات کالے گورے اسود احمر پر ہی نہیں۔ بلکہ شاہ و گدا پر بھی آپ کے احسان ہیں۔ عیسائیوں پر آپ کے احسان بلکہ عیسائیوں کے خداوند یسوع مسیح پر آپ کے احسان ہندوؤں پر۔ آپ کے احسان سکھوں پر اور تمام کے مسلمانوں پر آپ کے احسان بلکہ دنیا جہاں کے مختلف تسلیم کردہ مذاہب پر آپ کے احسان۔ گورنمنٹوں اور رعایا پر آپ کے احسان دہریوں اور دیانندی آریوں پر آپ کے احسان غرضیکہ اس قدر آپ کے احسان ہیں۔ کہ مجھ جیسے کم علم کی احاطہ تحریر میں لانے سے قاصر ہے۔ اور پھر میں کس احسان کو مقدم کروں۔ اور کس کو موخر میری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حالت کا نقشہ کسی شاعر نے خوب کھینچا ہے ؎

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد

عیسائیوں پر احسان

(۱) مخبر صادق نے آخیر زمانہ کے موعود مسیح کی ایک علامت صلیب کو دلائل قاطع سے پاش پاش کرنا بیان فرمائی تھی۔ سو سب سے پہلے جو احسان اس زمانہ کے موعود مسیح نے کیا۔ وہ عیسائی قوم پر ہے۔ ہمارے مسیحی حضرات تو شاید آج اس وقت اس احسان کی قدر کریں یا نہ کریں۔ مگر ایک زمانہ آنے والا ہے۔ جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس احسان کی قدر کی جائیگی۔ ہمارے مسیحی دوستوں کا یہ دعویٰ کہ خداوند یسوع مسیح گناہگاروں کو نجات دینے آیا تھا۔ اور وہ جو بوجھوں سے دبے ہوئے تھے۔ ان کو ان بوجھوں سے نجات دیکر خود ان کے بدلے میں فدیہ ہو کر صلیب کی موت اختیار کی۔ جیسا کہ پولوس رسول اپنے ابائی مذہب یہودیت کی تقلید کرتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔" گلتیوں ۳/۱۳

تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ جس قدر مسیح یسوع پر ایمان لانے والے تھے۔ وہ سب پہلے لعنتی تھے۔ اس لعنت سے کس نے نجات دی۔ یسوع مسیح نے اور خود لعنتی نعوذ باللہ" ہو گیا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ خداوند یسوع مسیح کو نجات دینے والا کون تھا۔ مسیحی حضرات اس سوال کا جواب دینے سے عاجز ہیں۔ ہاں اگر کوئی اس سوال کا جواب دے سکتا ہے۔ تو وہ مسیح محمدی قادیانی کا ادنیٰ احمدی غلام ہے۔ جو مرد میدان ہو کر بے خوف و خطر کہہ سکتا ہے۔ کہ مسیح کو نجات دینے والا محمدی مسیح قادیانی ہے۔ جس نے آکر دلائل اور براہین قاطع سے واضح کیا۔ کہ مسیح ہرگز ہرگز صلیب پر مر کر لعنتی نہیں ہوا۔ بلکہ صلیب سے زندہ اتار کر حواریوں نے اپنی حفاظت میں رکھتے ہوئے مرہم اس کے زخموں کے لئے تیار کی۔ اور جس کے لگانے سے آخر شفایاب ہو کر حواریوں سے ملتے اور بنی اسرائیلیوں کو تلاش کرتے کرتے اپنی طبعی موت سے فوت ہو کر خطہ کشمیر محبت نظیر میں دفن ہوئے پس یہ آپ کا احسان کوئی معمولی احسان نہیں۔ بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس میں کئی مخفی حقیقتیں تھیں۔ جو آپ کے آنے پر ظاہر ہوئیں ؎

مثلاً (۱) علمی دنیا پر آپ کا کس قدر احسان ہے۔ اگر دنیا جہان کے ان حکماء و علماء اور فلاسفروں پر ایک طرف نظر کرو۔ جنہوں نے بال کی کھال اتار کر رکھدی۔ اور نئے نئے علوم اور نئے نئے خواص اشیاء میں دریافت کر کے ایک نئی دنیا پیدا کر دی اور قسم قسم کے علوموں کی ایجاد اور تحقیقات کر کے دنیا میں علوم کا سکہ قائم کر دیا۔ اور زمین کے اندر جس قدر مخفی خزانے تھے۔ ان کو باہر لا پھینکا حتیٰ کہ فرعون مصر جیسے خدائی کے دعویٰ دار کو بھی پکڑ کر زمین سے باہر لا کھڑا کیا۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیب کی زندگی اور بعد کی زندگی کے واقعات جو عیسائی دنیا کے اندر محفوظ چلے آتے تھے۔ اس کی اصل حقیقت کے معلوم کرنے اور واقعات سے صحیح نتائج اخذ کرنے سے یہ حکماء اور علماء و فلاسفر اور نئی نئی اشیاء کے موجد محروم رہے۔ اور ایک معمولی انسان ریل سے بھی گیارہ میل دور گاؤں کا رہنے والا عقلی اور نقلی دلائل سے تحقیقات کر کے دنیا پر یہ حقیقت ظاہر کرتا ہے۔ کہ مسیح ہرگز ہرگز صلیب پر نہیں مرا۔ اور نہ عیسائیوں کے لئے لعنتی بنکر کفارہ ہوا۔ اور نہ آسمان پر اس جسم خاکی کے ساتھ بادلوں میں لپٹا ہوا گیا۔ اور نہ خدا باپ کے دہنے ہاتھ جلال کے تخت پر بیٹھا ہے۔ بلکہ آپ نے دلائل اور براہین سے اس بات کو ثابت کیا۔ کہ مسیح بھی اور انسانوں کی طرح ایک انسان تھا۔ وہ دنیا میں آیا۔ اور جو کام اس کے سپرد خدا نے کیا تھا وہ پورا کر کے اپنی طبعی موت سے فوت ہو گیا اور بڑے زبردست دلائل اس بات کے ثبوت میں آپ نے لکھے۔ کہ مسیح کی قبر کشمیر محلہ خان یار میں ہے۔

(دوئم) مذہبی دنیا پر بھی آپ کا احسان ہے۔ دنیا میں دو قومیں تو انیس سو سال سے کہتی چلی آتی تھیں۔ کہ مسیح ہی صلیب پر مرا۔ مگر ایک ہزار سال بعد پیدا ہونے والے نیم عیسائی مسلمانوں کے ہاں جنم لے کر یہ کہنے لگ گئے۔ کہ مسیح تو صلیب پر چڑھا ہی نہیں۔ اور بغیر صلیب پر چڑھنے کے خدا نے راتوں رات چھت پھاڑ کر چوتھے آسمان پر مسیح کو زندہ اس جسم کے ساتھ اٹھا لیا۔ مگر ایک بدقسمت حواری یا منکر جو مسیح کا ہمشکل خدا نے کر دیا تھا۔ اس صلیب پر یہود نے چڑھایا اور صلیب پر مار دیا۔ سو اس غلطی کی اصلاح حضور نے اپنی کتابوں میں بڑی بسط کے ساتھ کی۔ اور بتایا کہ حضرت مسیح کی بجائے اور کو صلیب پر لٹکا کر مار دینا صریح ظلم ہے۔ اگر اس شخص کی مرضی سے لٹکایا گیا تھا۔ تو اس کا اوّل تا آخر کچھ ثبوت نہیں۔ دوئم یہ خدا پر الزام آتا ہے۔ کہ خود ہی اپنے پیارے کی شکل کی دشمنوں سے توہین کراتا ہے۔ سوئم یہود پھر انا قتلنا المسیح کے دعویٰ میں سچے ٹھیرتے ہیں۔ انہیں کیا شکل کوئی اور تبدیل کر گیا ہے۔ شکل اور قد و قامت میں تو وہ بالکل مسیح تھا۔ چہارم اگر خدا نے حضرت عیسیٰ کو بچایا تھا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ تو بچر القار شبہہ کی کیا ضرورت تھی وغیرہ وغیرہ۔ اور عیسائیوں کے باطل عقیدہ کا رد آپ نے خود انجیل سے ہی کر دیا۔ کہ مسیح صلیب سے زندہ ہی اتر آئے تھے۔ اور اگر کوئی زخم وغیرہ انہیں لگے تو وہ مرہم نے درست کر دیئے۔ اس طرح یہود کے دعویٰ انا قتلنا المسیح کے رد کے ساتھ ہی عیسائیوں کے کفارہ کا ابطال بھی ہو گیا۔ کیونکہ مسیح کا جب صلیب پر مرنا ہی ثابت نہ ہوا۔ تو کفارہ کیسا؟

(سویم) علاوہ اس کے خاص مسیح علیہ السلام پر آپ کا احسان ہے۔ اگر ایک طرف ان کو ماننے والے خدا کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکلوتا بیٹا بلکہ خود خدا کہتے ہیں۔ تو دوسری طرف انہی لعنتی بتاتے ہیں۔ اور اگر لعنت کا مفہوم انہیں یاد ہوتا۔ تو شاید اس قدر بے ادب اور گستاخ نہ ہوتے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لغت عرب سے لعنت کا مفہوم انہیں بتا کر ایسا شرمندہ کیا۔ کہ آج عیسائی احمدیت کے سامنے آنے سے جان چھپاتے ہیں۔ اور اندر ہی اندر اس بات کا احساس ان میں پیدا ہو رہا ہے۔ کہ واقعی یہ ہمارے بڑوں کی غلطی ہے۔ کہ ایک مقدس اور مطہر اور خدا کے بیٹے کو لعنتی بتا کر خدا کا دشمن اور دوزخی شیطان بنایا جائے۔ اور پھر خدا کا مقرب فرشتہ اور جنتی۔ العجب۔ اگر خدا نے چاہا۔ تو ایک زمانہ ایسا آئیگا۔ کہ اس احسان کی قدر عیسائیوں کو معلوم ہوگی۔ اور زبان حال سے کہیں گے کہ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(باقی وارد)

(غلام نبی سیالکوٹ)

رویائے صادقہ جزو نبوت ہے

اڈیٹر النجم کی حالت ہوش کا خواب خرگوش

ناظرین۔ مولوی عبدالشکور اڈیٹر النجم ہیں جہاں بمصداق حدیث شریف علماء ھم شر من تحت ادیم السماء رجامع خوبیاں موجود ہیں۔ وہاں بفضلہ خدا آپ کی طبیعت میں شہرت پسندی کا جریان بھی پایا جاتا ہے۔ کبھی آپ اپنے ذہنی اعتبار سے جماعت احمدیہ مونگیر پر بقتہ لے جاتے ہیں۔ اور کبھی لکھنؤ کے محترم امیر زادہ کبیر الدین احمد کو نیچا دکھاتے ہیں۔ آپ کے خالص دماغ کی پیداوار نے تکذیب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ جو دلیل نکالی ہے۔ وہ خود بازیکتہ سے ذلیل ہے۔

خدا تعالیٰ علیم وخبیر کے علم میں تو رؤیا وحی الٰہی ہو۔ اور نبیوں کی تصدیق اور آزمائش کا ایک قوی ذریعہ ہو۔ لیکن جناب مولوی عبدالشکور صاحب کے آگے صالحین صدیقین نبیین کا رویا۔ خواب وخیال ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے کامل فرمانبردار کا رویا نبوت کا چالیسواں حصہ فرمائیں۔ اور ہمارے مولوی صاحب اس فرمان کی کوئی وقعت نہ کریں۔ عیاذاً باللہ ؛

آپ لکھتے ہیں۔ کہ :-

"مرزا صاحب کے مرید مرزا صاحب کے من جانب اللہ ہونے کی ایک یہ بھی دلیل بیان کرتے ہیں۔ کہ رویا صالحہ سے ان کی صداقت ثابت ہوتی ہے . . . . تو جواب باصواب اس کا یہ ہے۔ کہ خواب بھی کوئی دلیل مستقل اور شرعاً قابل اعتبار نہیں ہے"

اس فہم وعبارت سے معلوم ہوا۔ کہ اڈیٹر صاحب کا ایمان ہے۔ کہ نبیوں اور بزرگوں کی رویائے صالحہ قابل اعتبار نہیں۔ محض خواب وخیال ہے۔ وہ کوئی دلیل مستقل نہیں ہے۔ کیونکہ رویا کے معنی لغت میں "چیزے بخواب دیدن" کے ہیں ؛

میں کہتا ہوں۔ کہ نبیوں کے خواب بجائے خود دلیل مستقلہ ہیں۔ کیونکہ رویا کے معنی رویت کے ہیں۔ نہ وہم وخیال کے۔ چنانچہ صاحب تفسیر فخر رازی اس مقام الطال میں رویا بمعنی رویت کے لائے ہیں صـ ۹ از سطر ۱۴ تا ۱۷ مطبوعہ مصر جلد پنجم۔ اور یہی مذہب علامہ محمود ابن عمر زمخشری کا ہے۔ عبارت بخوف طوالت نظر انداز کی گئی۔ دیکھو کشاف جلد ۱ صـ ۵۵۳ از سطر ۹ تا ۲۱ مطبوعہ مطبع مشرقیہ۔

ان اقوال پر اگر اڈیٹر صاحب کو تشفی واطمینان نہ ہو۔ تو ہم ایک قول ابن عباس کا بھی نقل کئے دیتے ہیں۔ جس کو اسی مقصد کی تقویت میں علامہ علاء الدین علی بن محمد ابن ابراہیم بغدادی اپنی تفسیر لباب التاویل کی جلد ۳ صـ ۱۶۹ سطر ۱۷ تا ۲۲ میں لایا ہے۔ قال ابن عباس ھی رویا عین رآھا رسول اللہ لیلۃ المعراج وھی لیلۃ اسری الی بیت المقدس ؛

مقصود یہ ہے۔ کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ رویا کا لفظ عین حدقہ چشم سے دیکھنا ہے۔ خدارا ارباب ایمان بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں۔ کہ مثل ابن عباس در معنار رویا رویت گفتہ جزم ویقین گردید۔ کہ البتہ رویا یعنی رویت است۔ خدارا بگو راشی گیرندۂ النجم رویا خواب از کجا ثابت شد۔ وہمچنیں علامہ ابو السعود در تفسیر خود رویا بمعنی رویت گفتہ ہیچ اختلاف وتعرض ہم نفرمودہ اصل عبارت شان ایں است۔ والمراد بالرویا ما عاینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الخ اور اس لفظ پر علامہ عبداللہ ابن عمر شافعی نے بہت بحث کی ہے۔ اور آخر ان کے نزدیک بھی رویا بمعنی رویت کے تسلیم کئے ہیں۔ دیکھو بیضاوی جلد ۱ صـ ۴۶۶ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ۔ ذالک من الاخبار الکثیرۃ الدالۃ علی المدعی۔

اگر رویا حقیقت میں کوئی شے نہیں ہے۔ تو حضرت ابراہیم کی قربانی لغو ہوگی۔ کیونکہ اس کا سنگ بنیاد یہی لفظ رویا ہے۔ جس کی حیثیت محض خواب وخیال میں کوئی شے نہیں۔ ایسے ہی فتح مکہ کا رویا رسول خدا صلعم کو ہوا۔ اور وہ خارج میں واقعہ ہوا۔ پھر اگر کوئی آپ کے رویا کو اضغاث احلام کہے۔ تو یہ اس کی کم نصیبی ہے۔ اب اگر جناب مسیح محمدی علیہ الصلوٰۃ کی رویا دلیل قاطع نہیں ہے۔ تو اڈیٹر النجم فرمائیں۔ کہ ابراہیم کا رویا اور رسول خدا صلعم کا رویا قابل قبول ہے یا نہیں۔ اور کس دلیل سے ان رویا پر اضغاث احلام کا گمان نہ کیا جائے جس وقت اڈیٹر صاحب کوئی معیار ہمارے ایرادات پر قائم کریں گے۔ تب ہم بھی مسیح موعود کے رویا پر روشنی ڈالیں گے۔

(حسام الدین ناظر انجمن احمدیہ لکھنؤ)

کیا آپ نے اوراق کے لئے کوئی خریدار نہیں دیا؟ ضرور دیں اور قیمت لیں۔ (مینجر)